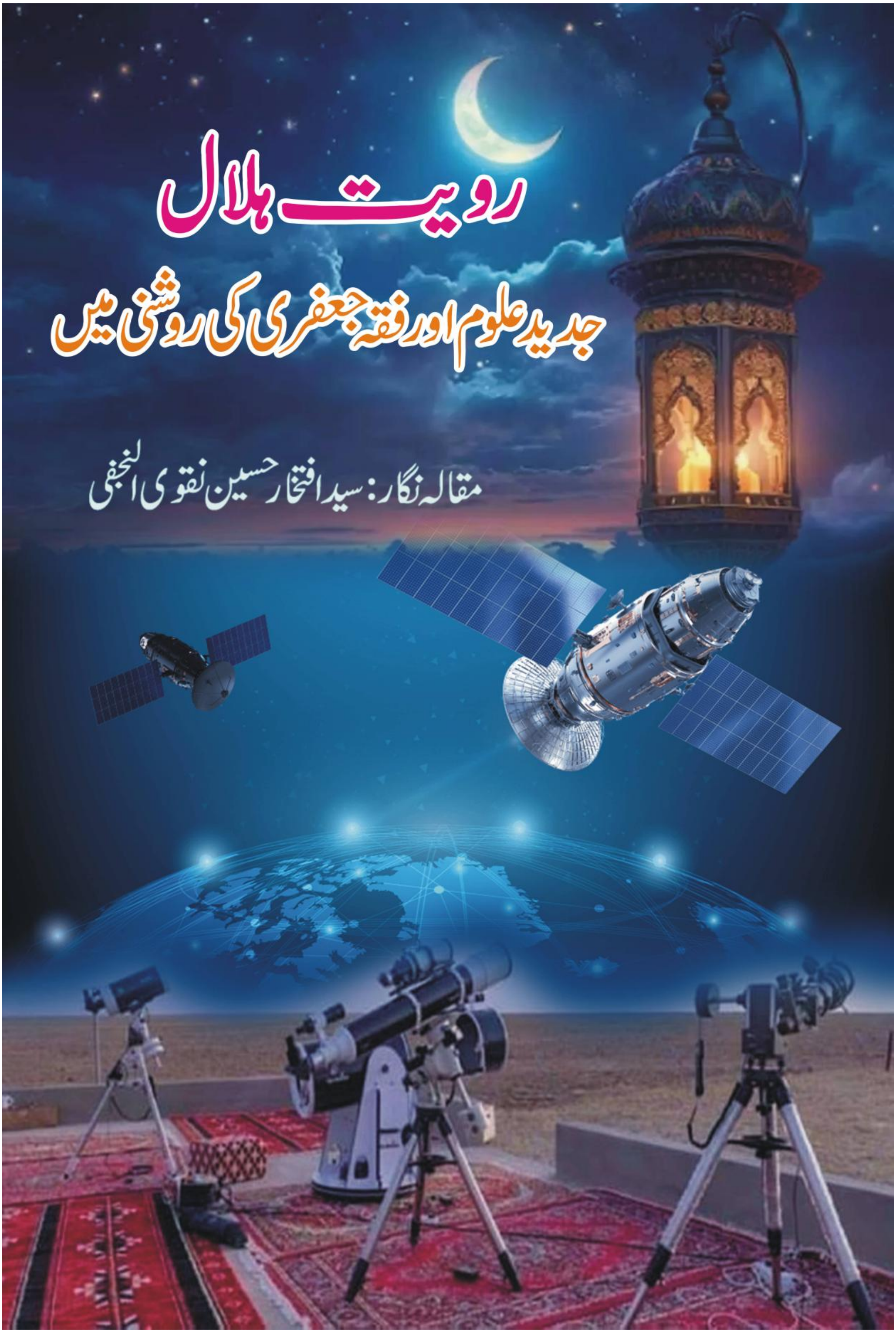
رویت ہلال
جدید علوم اور فقہ جعفری کی روشنی میں
مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

رویتِ ہلال

جدید علوم اور فقہ جعفری کی روشنی میں

مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

مقدمہ:

رؤیت ہلال سے مراد قمری مہینے (جو کہ ہجری یا اسلامی مہینہ بھی کہلاتا ہے) کی پہلی تاریخ کا چاند دیکھنا ہے جس سے اس مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہوتی ہے۔

کوئی شک نہیں کہ فلکیاتی نظام میں رونما ہونے والے متعدد حالات اور شرائط چاند نظر آنے اور نہ آنے میں دخالت رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود علمائے اسلام کے نزدیک اسلامی قمری مہینے کی پہلی تاریخ کے ثابت ہونے کے مختلف اصول اور مبانی ہیں جنہیں اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔

رؤیت ہلال کا مسئلہ کسی ایک مخصوص علاقے یا ملک کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ تمام اسلامی ممالک کا مسئلہ ہے، حتی غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے بھی یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے؛ البتہ گذشتہ چند سالوں سے وطن عزیز پاکستان میں رؤیت ہلال کے حوالے سے اختلافات دیکھنے میں آئے ہیں جس سے اس وسیع و عریض اسلامی ملک کے گوشہ و کنار میں رہنے والے ایک ہی دن ماہ رمضان کے آغاز اور ایک ہی دن عید منانے سے محروم رہے ہیں۔

چنانچہ اس وقت وطن عزیز پاکستان میں ریاستِ مدینہ کو اپنے لئے بطور نمونہ سامنے رکھنے کے عزم کا اظہار کرنے والی حکومت کے بعض ارکان نے رؤیت ہلال کے مسئلہ کو سائنسی طریقوں کی بنیاد پر حل کرنے کی نہ فقط تجویز دی ہے بلکہ سائنسی بنیاد پر پانچ سال کے لئے شیڈول بھی دے دیا ہے کہ ماہ رمضان کا آغاز کب ہوگا اور عید الفطر کس تاریخ کو ہوگی۔

اگرچہ ہمیں اس قسم کی کوشش کرنے والوں کے خلوص میں کوئی شک نہیں ہے لیکن بہر حال یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ رؤیتِ ہلال کے مسئلہ کے لئے جن سائنسی اصولوں کو بنیاد بنایا جا رہا ہے کیا وہ رؤیت ہلال کے بارے شریعت کے متعین کردہ اصول و ضوابط کے مطابق ہیں یا نہیں؟ اور سائنس کے اصولوں کو بنیاد بنا کر رؤیت ہلال جیسے اہم دینی و معاشرتی مسئلہ کے پیش کردہ حل کو شریعت کی کتنی تائید حاصل ہے؟

اسی حقیقت کے پیش نظر اس ضرورت کا شدید احساس ہوا کہ اسلامی مہینوں کی ابتداء اور رؤیتِ ہلال کے مسئلہ پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی جائے، لہٰذا اس مقالہ میں اس موضوع سے متعلق اہم نکات پر علمی و تحقیقی نگاہ ڈالنے کے ساتھ

ساتھ اس مسئلہ میں فقہ جعفری کے مطابق شرعی نقطہ نظر بھی بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی پوری امت مسلمہ کو اتفاق واتحاد کے ساتھ دینی ومذہبی شعائر پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رویت ہلال کی ضرورت اور اہمیت:

رؤیت ہلال کا بنیادی مقصد اسلامی مہینے کی پہلی تاریخ کا تعین کرنا ہے جس کی بنیادی ضرورت اور اہمیت اس بنا پر ہے کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے متعدد واجب اور مستحب عبادات یا اعمال کی انجام دہی کے لئے اسلامی مہینے کی پہلی تاریخ کا تعین ضروری ہے؛ مثلاً ماہ رمضان کے واجب روزوں کی ابتداء؛ حج کی انجام دہی، شب قدر کے اعمال، ہر ماہ کے مستحب اعمال اسی طرح بعض سماجی مسائل جیسے حرام مہینوں میں قتل کی دیت کا بڑھ جانا وغیرہ رؤیت ہلال اور اسلامی مہینے کی پہلی تاریخ کے تعین پر ہی موقوف ہے۔

اگرچہ اس موضوع کی اہمیت تمام قمری مہینوں میں ہے لیکن ماہ رمضان میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے بطور خاص ماہ رمضان کے اختتام پر یہ موضوع نہایت ہی حساس بن جاتا ہے کیونکہ اگر ماہ رمضان کی 29 تاریخ کے بعد آنے والا دن عید فطر ہو گا تو روزہ رکھنا حرام ہو گا اور اگر چاند نظر نہ آئے تو ماہ رمضان کی 30ویں تاریخ ہوگی اور روزہ رکھنا واجب ہوگا؛ لہٰذا ماہ رمضان کی ۲۹ تاریخ کے بعد تیسویں واجب روزے کی ادائیگی یا عید فطر کے دن کے روزے کی حرمت سے بچنا رؤیتِ ہلال پر ہی موقوف ہے۔

واضح رہے کہ یہ حساسیت اور شک و تردید گذشتہ زمانے میں بھی موجود تھی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل شدہ احادیث اس بات کا واضح ثبوت ہیں لیکن ٹیکنالوجی کے اس دور میں فاصلوں کے کم ہو جانے اور باہمی رابطوں میں آسانی کی وجہ سے مختلف ممالک اور ملک کے مختلف روابط اور شہروں میں چاند کے نظر آجانے یا نہ نظر آنے کے اس مسئلہ کو بہت زیادہ حساس بنا دیا ہے کبھی کبھار ایسا بھی ایک ہی شہر میں دو دن عید فطر کے طور پر منائے گئے۔ بعض افراد اس مشکل سے نکلنے کیلئے کہ حرام میں مبتلاء نہ ہوں اس دن کو یوم الشک کے عنوان سے مسافرت کرتے ہیں۔ ایسا رویہ صرف اہل تشیع کے ہاں نہیں بلکہ اہل سنت کے ہاں بھی موجود ہے۔[1]

---

[1] . مقالہ مشکل رؤیت ہلال، تالیف رضا مختاری، مجلّہ فقہ اہل بیت ۱۳۸۴ شمارہ ۴۳ ۔

قرآن میں رویتِ ہلال کے بارے بیان:

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۹ میں رویت ہلال اور اسلامی احکام میں اس کی اہمیت کی طرف اشارہ ہوا ہے:

{يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ}

"اے پیغمبر، لوگ آپ سے چاند (کی رؤیت) کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے: یہ لوگوں کے لیے اور حج کے اوقات کے تعین کا ذریعہ ہے"۔

حدیث کی کتاب وسائل الشیعہ کی دسویں جلد کے باب "أَبْوَابُ أَحْكَامِ شَهْرِ رَمَضَان"، میں آئمہ اہل بیتؑ کے وسیلہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۰۰ سے زیادہ احادیث رؤیتِ ہلال کی اہمیت اور ضرورت بارے نقل ہوئی ہیں۔

فرزندِ رسولؐ حضرت امام سجاد (ع) نے صحیفہ سجادیہ کی 43ویں دعا میں چاند کو مخاطب قرار دیتے ہوئے مناجات کی صورت میں نئے مہینے کے چاند اور اس کی رؤیت کے بارے عظیم معارف بیان فرمائے ہیں؛ آپ نے اس دعاء میں فرمایا:

اے فرمانبردار، سر گرم عمل اور تیزرو مخلوق اور مقررہ منزلوں میں یکے بعد دیگرے وارد ہونے اور فلک نظم و تدبیر میں تصرف کرنے والے میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے تیرے ذریعہ تاریکیوں کو روشن اور ڈھکی چھپی چیزوں کو آشکارا کیا اور تجھے اپنی شاہی و فرماں روائی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اپنے غلبہ و اقتدار کی علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیا اور تجھے بڑھنے، گھٹنے ، نکلنے، چھپنے اور چمکنے گہنانے سے تسخیر کیا۔ان حالات میں تو اس کے زیر فرمان اور اس کے ارادہ کی جانب رواں رواں ہے۔

تیرے بارے میں اس کی تدبیر و کارسازی کتنی عجیب اور تیری نسبت اس کی صنعت کتنی لطیف ہے۔ تجھے پیش آنے والے حالات کے لیے نئے مہینہ کی کلید قرار دیا۔

تو(اے نئے چاند) اب میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں جو میرا بھی پروردگار ہے اور تیرا بھی، میرا

بھی خالق ہے اور تیرا بھی، میرا بھی نقش آرا ہے اور تیرا بھی، میرا بھی صورت گر ہے اور تیرا بھی، کہ وہ رحمت نازل کرے محمد اور ان کی آل پر؛ اور تجھے ایسا برکت والا نیا چاند قرار دے جسے دنوں کی گردشیں زائل نہ کرسکیں اور ایسی پاکیزگی والا جسے گناہ کی کثافتیں آلودہ نہ کر سکیں۔ ایسا چاند جو آفات سے محفوظ اور برائیوں سے بچا ہوا ہے۔ سراسر یُمن و سعادت کا چاند جس میں ذرا نحوست نہ ہو اور سراپا خیر و برکت کا چاند جسے تنگی و عسرت سے کوئی لگاؤ نہ ہو اور ایسی آسانی و کشائش کا جس میں دشواری کی آمیزش نہ ہو اور ایسی بھلائی کا جس میں برائی کا شائبہ نہ ہو۔ غرض سرتاپا امن، ایمان ، نعمت، حسن عمل ، سلامتی اور اطاعت و فرمانبرداری کا چاند ہو۔

اے اللہ ! محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور جن جن پر یہ (چاند) اپنا سایہ اور پرتو ڈالے ان سے بڑھ کر ہمیں خوشنود اور جو جو اسے دیکھے سب سے زیادہ درست کار اور جو جو اس مہینہ میں تیری عبادت کرے ان سب سے زیادہ خوش نصیب قرار دے اور ہمیں اس میں توبہ کی توفیق دے اور گناہوں سے دور اور معصیت کے ارتکاب سے محفوظ رکھ۔ اور ہمارے دل میں اپنی نعمتوں پر ادائے شکر کا ولولہ پیدا کر اور ہمیں امن و عافیت کی سپر میں ڈھانپ لے اور اس طرح ہم پر اپنی نعمت کو تمام کر کہ تیرے فرائض اطاعت کو پورے طور سے انجام دیں۔ بیشک تو نعمتوں کا بخشنے والا اور قابل ستائش ہے۔ رحمت فراواں نازل کرے اللہ محمد اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر۔

واضح رہے آئمہ اہل بیت سے ہر اسلامی مہینے کی ابتدا رؤیتِ ہلال کے موقع پر اور خاص طور ماہ رجب، ماہ شعبان، ماہ رمضان اور ماہ شوال کا چاند نظر آنے پر مختلف دعائیں حضور پاک کی تعلیمات کی روشنی میں نقل ہوئی ہیں جن سے رؤیتِ ہلال کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

رؤیت ہلال کے مسئلہ کی وضاحت سے متعلق چند اہم نکات:

رؤیت ہلال کے مسئلہ کی وضاحت کے متعلق چند بنیادی نکات کی طرف توجہ ضروری ہے:

۱): چاند کی پیدائش:

اللہ تعالی نے دیگر سیاروں کی طرح چاند کی حرکت کا بھی ایک نظام مقرر کیا ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

{وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي

فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ ؛

"اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح لوٹ جاتا ہے۔نہ سورج کے لیے سزاوار ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ ہی رات دن پر سبقت لے سکتی ہے اور وہ سب ایک ایک مدار میں تیر رہے ہیں"۔ (سورہ یس: آیت ۳۹،۴۰)

قمری یا اسلامی مہینے کا آغاز اور اختتام، زمین کے گرد چاند کی گردش پر مبنی ہے۔ چاند، سورج اور زمین کے بالکل درمیان سے اپنی گردش کا آغاز کرتا ہے اور جب اسلامی مہینہ مکمل ہوتا ہے تو چاند دوبارہ زمین اور سورج کے بالکل درمیان اپنے اصلی مقام پر واپس آجاتا ہے۔

چاند محاق کی حالت میں:

جب چاند، زمین اور سورج کے بالکل درمیان میں ہو تو اس ان تینوں سیاروں کی اس حالت کو محاق کہتے ہیں اور اس حالت میں یہ تینوں سیارے ایک سیدھی لائن میں ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں؛ چونکہ ایسی حالت میں سورج کی روشنی اس سمت میں پڑ رہی ہوتی ہے جو زمین کے سامنے نہیں ہوتی اس لئے زمین سے چاند دکھائی نہیں دیتا۔

یہ حالت حقیقت میں چاند کے سفر کی پہلی منزل ہے جس میں یہ سورج کی سمت میں نزدیک ترین فاصلے پر ہوتا ہے؛ اور چاند کے سورج کے نزدیک ہوتے وقت چاند کا جو حصہ زمین کی طرف ہوتا ہے وہ تاریک ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ زمین سے قابل رؤیت نہیں ہوتا اسی لئے اصطلاح میں اسے **چاند کا محاق** کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد جب چاند اس حالت (محاق) سے باہر نکلنا شروع ہوتا ہے تو زمین سے انسان کو چاند دکھائی دینے کا امکان پیدا ہونے لگتا ہے اور جوں جوں چاند اپنے مدار میں آگے کی جانب بڑھتا ہے تو زمین سے اُس کی رویت زیادہ واضح ہوتی جاتی ہے۔

۲): رؤیتِ ہلال اور اس میں مؤثر اُمور:

فلکیاتی نظام میں رونما ہونے والے متعدد حالات اور کیفیات، چاند کے نظر آنے یا نظر نہ آنے میں دخالت رکھتے ہیں؛ چاند کی رؤیت میں ایسے مؤثر امور کو رؤیتِ ہلال کی شرائط یا ضوابط کے طور پر بھی بیان کیا جاسکتا ہے:

الف): چاند کی عمر یا حجم:

ہلال کے حجم سے مراد چاند کی وہ مقدار ہے جو محاق سے خارج ہو اور چاند کو محاق سے خارج ہونے میں جتنا وقت گزرا

ہو اُسے چاند کی عمر کہا جاتا ہے؛ یعنی چاند جتنا محاق سے خارج ہو گا اور جتنا اُس کا روشن حصہ زمین کے سامنے ہو گا اتنا ہی اس کے نظر آنے کے امکانات زیادہ ہوں گے۔

فلکیات کے ماہرین کے مطابق چاند جب محاق سے نکلتا ہے تب سے اس کی پیدائش کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور جتنا زیادہ وقت اسے محاق سے نکلے ہوئے گذرے ہوں گے وہ چاند کی عمر شمار ہوتا ہے اور جتنی اس کی عمر زیادہ ہو گی اتنا ہی اُس کا حجم زیادہ ہو گا اور اتنا اُس کی رؤیت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

چاند کی محاق سے نکلنے کے وقت کیفیت:

واضح رہے کہ ماہرین کے مطابق جب چاند محاق سے باہر نکلتا ہے تو نہایت ہی باریک کمان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اوراُس کی روشنی اتنی کم ہوتی ہے کہ اس میں چاند دکھائی نہیں دیتا۔جب چاند دوبارہ اپنے مدار پر حرکت شروع کرتے ہوئے سورج سے دور ہونا شروع ہوتا ہے تو ایک کمان کی شکل میں دکھائی دینا شروع ہوتا ہے۔چاند کے دوبارہ حرکت کرنے سے لے کر دکھائی دینے کے درمیانی فاصلے کو **تحت الشعاع** کہا جاتا ہے۔

علم نجوم کے قوانین کے مطابق چاند کا محاق اور تحت الشعاع میں رہنے کا وقت تقریبا 40 سے 48 گھنٹے کا ہوتا ہے۔

دوسری طرف سے چاند ہمیشہ منطقۃ البروج [منطقۃ البروج وہ پٹی ہے جس پر سے زمین پر رہنے والوں کیلئے سورج، چاند اور سیارے گزرتے نظر آتے ہیں] پر زمین کے گرد گردش نہیں کرتا اور منطقۃ البروج سے چاند کا یہ انحراف رؤیت ہلال پر اپنا اثر چھوڑتا ہے۔[1]

جغرافیائی اعتبار سے مغربی ممالک میں رؤیت ہلال اور قمری مہینے کے آغاز کا احتمال مشرقی ممالک کی نسبت زیادہ ہے۔[2]

ب): چاند کی افق سے بلندی:

رؤیت ہلال کی بحث میں رائج اصطلاحات میں سے ایک چاند کی افق سے بلندی (*Moon altitude*) کی مقدار ہے۔یہاں بلندی یا ارتفاع سے مراد افق اور جسم مورد نظر کے درمیانی زاویے کو کہا جاتا ہے۔چاند کا ارتفاع رؤیت ہلال کے مسئلے میں موثر خصوصیات میں سے ایک ہے کیونکہ چاند جس قدر افق سے

---

[1] . نگرشی بر تقویم قمری و رؤیت ہلال ماہ، تقی عدالتی، مجلّہ فقہ، شمارہ ۲، زمستان ۱۳۷۳، ص۳۰۷۔

[2]. مقالہ استہلال و نظرات فقہی پیرامون آن، مجلّہ رہ توشہ، شمارہ ۱۰۲، شہریور ۱۳۹۰ ۔

نزدیک ہوگا اس کی روشنی افق پر موجود گرد و غبار کے ضخیم تر سطح سے گزرے گا جس کی وجہ سے اس کی روشنی کمزور ہوگی یوں چاند کا دکھائی دینا مشکل ہوجاتا ہے۔ جبکہ چاند جتنا زیادہ زمین کے افق سے بلند ہوگا اتنا ہی زیادہ واضح نظر آئے گا۔ البتہ اس سلسلہ میں ماہرین فلکیات کے مابین قدرے اختلاف موجود ہے؛ بعض ماہرین کے مطابق چاند کا زمین کے افق سے چار درجے بلند ہونا اُس کی رؤیت کے لئے کافی ہے، جبکہ دیگر کے مطابق کم از کم پانچ درجے اور بعض کے ہاں چھ درجے بلندی ضروری ہے اس اختلاف کا رویتِ ہلال کے بارے علماء اسلام رویتِ ہلال کے متعلق نقطہ ہائے نظر میں بڑا کردار ہے۔

ج: چاند، زمین اور سورج کا باہمی زاویہ:

علم نجوم کے ماہرین کے مطابق چاند جس قدر محاق سے باہر آ کر سورج سے دور ہوتے ہوئے اپنے مدار پر آگے بڑھتا ہے تو اس کے دکھائی دینے کا امکان زیادہ ہوجاتا ہے چونکہ چاند کا مدار گول کے بجائے بیضوی ہے، اس لیے سال کے مختلف حصوں میں اس کی رفتار مختلف ہوتی ہے، للذا یہ زاویہ بھی مختلف شرح سے بڑھتا رہتا ہے۔ اور جیسے جیسے یہ زاویہ صفر ڈگری سے بڑھتاہے ہے تو چاند ہلال کی شکل لینا شروع کرتا ہے۔

اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ چاند، زمین اور سورج کا باہمی زاویہ جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی زمین سے چاند کے نظر آنے کا امکان بہتر ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں چاند کی سورج سے دوری کا زاویہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی چاند کے دکھائی دینے کا امکان زیادہ ہو گا۔[1]

د): سورج کے غروب کا وقت:

پہلی چاند ہمیشہ سورج کے بعد غروب کرتا ہے اس طرح جس قدر سورج کے غروب ہونے میں دیر لگے اسی قدر چاند کا سورج سے فاصلہ بڑھتا جائے گا یوں اس کی عمر بھی بڑھتی جائیگی ایسے میں مغربی علاقوں میں چاند دکھائی دینے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔[2]

ھ): سورج اور چاند کے غروب کا درمیانی فاصلہ:

چاند ہمیشہ سورج کے غروب ہونے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ لہٰذا سورج کے غروب اور چاند کے غروب کے درمیان جتنا فاصلہ زیادہ ہوگا اتنا ہی چاند آسمان پر موجود رہے گا یوں اس کے دکھائی دینے کا امکان زیادہ ہوجائے گا۔ عموما کمزور چاند سورج کے غروب ہونے کے صرف 40 منٹ بعد غروب کرتا

---

[1] سایٹ گروہ رؤیت ہلال؛www.helalemah.com

[2] . سایٹ ہفت آسمان: www.haftaseman.ir

ہے اس طرح کا چاند عموما دکھائی دینے کے قابل نہیں ہوا کرتا اس صورتحال میں رصدگر کو صبر سے کام لیتے ہوئے مناسب شرایط کا انتظار کرنا پڑے گا۔[1]

و): چاند کے درمیانی حصے کی ضخامت:

رؤیت ہلال کی بحث میں موجود ایک اور موضوع "چاند کے درمیانی حصے کی ضخامت" ہے۔ پہلی تاریخ کا چاند ایک کمان کی طرح ہوتا ہے اور اس کا درمیانی حصہ دوسرے حصوں کی نسبت زیادہ ضخیم ہوتا ہے یہ ضخامت جتنی زیادہ ہوگی چاند کے دکھائی دینے کا امکان اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

دوسری اور تیسری رات کو چاند کا ضخیم ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے کہ مہینے کی پہلی تاریخ میں اشتباہ ہو کیونکہ چاند کا مدار بیضوی شکل کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی ضخامت ایک جیسے وقت میں مختلف ہوسکتی ہے۔[2]

ی): چاند کا زمین سے فاصلہ:

اس لحاظ سے چاند کا زمین کے گرد گردش کا مدار بیضوی ہے اور کیپلر کے دوسرے قانون کے مطابق چاند کا زمین کے گرد حرکت کی مقدار ہمیشہ ایک نہیں ہے۔ایسے میں اگر چاند کا سورج سے نزدیکی ایسے وقت میں ہو جس وقت وہ اپنے مدار کے نچلے حصے میں گردش کررہا ہوتا ہے تو اس صورت میں یہ سورج کے سامنے سے تیزی سے گزرے گا اور اس کا سورج سے فاصلہ زیادہ بڑھ جائے گا ایسا چاند دوسرے ہم سن چاند کی بہ نسبت آسانی سے دکھائی دے گا۔[3]

رؤیتِ ہلال میں موثر امور کا خلاصہ:

رؤیتِ ہلال کے حوالے سے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ عملی طور پر پہلی رات کے چاند کی رؤیت ایسا مشکل مرحلہ ہے جس میں متعدد پہلوؤں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے؛ چاند کی عمر؛ چاند کی افق سے بلندی(*Moon altitude*)؛ چاند، زمین اور سورج کا باہمی زاویہ؛ چاند و سورج کا غروب (*Sunset* اور *Moonset*)؛ سورج اور چاند کے غروب کا درمیانی فاصلہ(*Lag time*)؛ چاند کے درمیانی حصے کی ضخامت؛ چاند کا زمین سے فاصلہ جیسے اہم امور کو معین کرنا ضروری ہے؛ یہی وجہ ہے کہ پہلی رات کے چاند کی رؤیت کے لئے ایک تکنیکی فارمولہ پیش کرنا مشکل ہے۔

---

1. سایٹ ہفت آسمان: www.haftaseman.ir
2. سایٹ گروہ رؤیت ہلال؛ www.helalemah.com
3. سایٹ نجوم؛ www.noojum.com ۔

۳): چاند کی پیدائش اور اسلامی مہینے کی ابتداء:

واضح ہے کہ چاند کی پیدائش (طلوع ہلال) اور ولادت ایک فلکیاتی مسئلہ ہے جس سے مراد چاند کا اپنے محاق سے باہر نکلنا اور طلوع کرنا ہے؛ لہٰذا جیسے ہی چاند اپنے محاق سے باہر نکلتا ہے اُس کی پیدائش ہو جاتی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا چاند کی پیدائش ہی اسلامی مہینے کی ابتداء کے اثبات کے لئے کافی ہے یا نہیں؟ دوسرے لفظوں میں چاند کا اپنے محاق سے باہر نکلنا ہی اسلامی مہینے کی ابتدا پر دلالت کرتا ہے یا اسلامی مہینے کی ابتداء رؤیتِ ہلال پر موقوف ہے؟

اس سوال کے جواب میں قدیم الایام سے قرآنی معارف سے آگاہ ،اسلامی دنیا کے ماہرین اور فقہاءِ الاسلام نے بہت ہی تفصیلی ابحاث اور تحقیقات انجام دی ہیں اس کے باوجود بہت سارے امور ابھی تک بہت سے امور تشنہ تحقیق بھی ہیں، ہم اس مختصر مقالہ میں ضرورت کے مطابق مذکورہ بالا سوال کے جواب سے مربوط چند اُمور پر بحث کریں گے۔

چاند کی پیدائش اور اسلامی مہینے کی ابتداء کے اثبات میں فرق:

واضح ہے کہ چاند کی پیدائش اور اس کا اپنے محاق سے نکلنا ایک تکوینی مسئلہ ہے جس سے فطری اور تکوینی طور پر مہینے کی ابتداء ہو جاتی ہے، لیکن اسلام کے پیروکاروں کے لئے اپنے دینی واجبات (مثلاً روزہ اور حج وغیرہ) کی ادائیگی کے لئے اسلامی مہینے کی ابتداء کا شرعی طور پر ثابت ہونا ضروری ہے جس کے لئے احادیث میں رؤیتِ ہلال کا طریقہ بیان ہوا ہے؛ لہٰذا چاند کی پیدائش اور اُس کا اپنے محاق سے نکلنا شرعی طور پر اسلامی مہینے کی ابتداء پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ اسلامی مہینے کی ابتداء ایک شرعی مسئلہ ہے جو فقط رویتِ ہلال پر موقوف ہے۔ اس بنا پر چاند کی پیدائش اور بات ہے جبکہ چاند کا نظر آنا اور دکھائی دینے کے قابل ہونا اور بات ہے۔

ماہرین فلکیات نے اپنے علم اور چاند کی حرکت کا مشاہدہ کرتے ہوئے صدہا سال کے لئے ایسے جدول اور نظامِ اوقات معین کئے ہیں جو چاند کی پیدائش اور عمر پر دقیق طور سے دلالت کرتے ہیں؛ لیکن چاند کی پیدائش اور عمر کا دقیق طور سے معلوم ہونا شرعی طور پر اس کی رؤیت کی دلیل ہرگز نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام اگرچہ چاند کی پیدائش اور عمر کے بارے علمِ فلکیات کے نتائج سے استفادہ کرتے ہیں (جیسا مکتب تشیع کے عظیم فقیہ حضرت آیت اللہ العظمی سید علی سیستانی کے مکتب سے ہر سال ایک کتابچہ شائع ہوتا ہے جس میں چاند کی پیدائش اور عمر کی تفصیلات پہلے سے ذکر کی گئی ہوتی ہیں) لیکن ان نتائج کو رؤیت کے متبادل قرار نہیں دیتے کیونکہ احادیث وروایات کی بنا پر ہمارے لئے نئے اسلامی مہینے کی ابتداء کا ثابت ہونا چاند کی رؤیت پر موقوف ہے، نہ کہ چاند کی پیدائش یا عمر پر۔

لہٰذا چاند کی پیدائش اور اس کی رؤیت دو الگ الگ چیزیں ہیں اور اس پر تقریباً تمام فقہاء کی رائے یہی ہے کہ چاند کی محض پیدائش، رؤیت کے اثبات کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ چاند کی رویت ضروری ہے لہٰذا چاند کی صرف پیدائش ہی شرعی طور پر اسلامی مہینے کے بدلنے کی وجہ نہیں ہے۔

رؤیت ہلال احادیث و روایات کے آئینہ میں:

رؤیت ہلال کے مسئلہ کی بنیاد اسلامی منابع میں موجود متعدد احادیث و روایات ہیں، ہم ذیل میں آئمہ اہل بیتؑ کے توسط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان شدہ چند احادیث کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں:

پہلی حدیث:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے رسول خداؐ سے نقل اس بات کو کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

...صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَ أَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِذَا خَفِيَ الشَّهْرُ فَأَتِمُّوا الْعِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ يَوْماً وَ صُومُوا الْوَاحِدَ وَ ثَلَاثِينَ ؛[1]

"چاند کی رؤیت کی بنیاد پر روزہ رکھو اور چاند کی رؤیت کی بنیاد پر افطار کرو؛ پس اگر مہینہ مخفی ہو جائے تو شعبان کا مہینہ تیس دن پورا کرو اور اکتیسویں دن روزہ رکھو"۔

دوسری حدیث:

حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے جد امجد حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے:

صُمْ لِرُؤْيَتِهِ وَ أَفْطِرْ لِرُؤْيَتِهِ وَإِيَّاكَ وَ الشَّكَّ وَ الظَّنَّ فَإِنْ خَفِيَ عَلَيْكُمْ فَأَتِمُّوا الشَّهْرَ الْأَوَّلَ ثَلَاثِينَ؛[2]

"چاند کی رؤیت کی بنیاد پر روزہ رکھو اور اس کی رؤیت کی بنیاد پر افطار کرو؛ خبردار، اس میں وہم و گمان سے بچو، پس اگر چاند تم سے مخفی ہو (چاند نہ دیکھ سکو) تو پہلے مہینے کے تیس دن مکمل کرو"۔

تیسری حدیث:

حضرت امام جعفر صادقؑ کا فرمان ہے:

صُمْ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَ أَفْطِرْ لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ شَهِدَ عِنْدَكُمْ شَاهِدَانِ مَرْضِيَّانِ بِأَنَّهُمَا رَأَيَاهُ فَاقْضِهِ ؛[3]

"چاند کی رؤیت کی بنیاد پر روزہ رکھو اور اس کی رؤیت کی بنیاد پر افطار کرو؛ پس اگر دو معتبر گواہ تمہارے سامنے گواہی دیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے تو (جس دن کا روزہ نہیں رکھا) اس دن کے روزے کی قضا کرو"۔

---

1 . تہذیب الاحکام (شیخ طوسی): ج 4 ص 161؛ وسائل الشیعہ (حر عاملی): ج ۱۰ ص ۲۵۷ ؛ مستدرک الوسائل (میرزا نوری): ج ۷ ص ۴۰۳۔

2 . الاستبصار (شیخ طوسی): ج 2 ص ۶۴؛ تہذیب الاحکام (شیخ طوسی): ج 4 ص 158؛ وسائل الشیعہ (حر عاملی): ج ۱۰ ص ۲۵۵۔

3 . الاستبصار (شیخ طوسی): ج 2 ص ۶۴؛ تہذیب الاحکام (شیخ طوسی): ج 4 ص 157؛ وسائل الشیعہ (حر عاملی): ج ۱۰ ص ۲۸۷۔

واضح رہے کہ اسی مفہوم کی احادیث، متعدد شیعہ کے حدیثی منابع میں الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ متعدد بار روایت ہوئی ہیں۔ نیز اہل سنت کتبِ حدیث میں بھی یہی مفہوم رسول خدا کی زبانی اصحابِ پیغمبرؐ کے توسط سے بکثرت روایت ہوا ہے۔[1]

یوم الشک کے دن کے بارے روایت:

واضح رہے کہ یوم الشک سے مراد ماہِ شعبان کے ۲۹ دن گزرنے کے بعد آنے والا وہ دن ہے جس کے بارے معلوم نہ ہو کہ یہ ماہ شعبان کا آخری (یعنی تیسواں) دن ہے یا ماہ رمضان کا پہلا دن؛ علی بن راشد نے ایک روایت کے ضمن میں امام حسن عسکریؑ سے بغداد میں یوم الشک کے سلسلہ میں لوگوں کے اختلاف کے بارے دریافت کیا:

كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيُّ ﷺ كِتَاباً وَ أَرَّخَهُ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ لِلَيْلَةٍ بَقِيَتْ مِنْ شَعْبَانَ، وَ ذَلِكَ فِي سَنَةِ اثْنَيْنِ وَ ثَلَاثِينَ وَ مِائَتَيْنِ۔ وَ كَانَ يَوْمُ الْأَرْبِعَاءِ يَوْمَ شَكٍّ وَ صَامَ أَهْلُ بَغْدَادَ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَ أَخْبَرُونِي أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ وَ لَمْ يَغِبْ إِلَّا بَعْدَ الشَّفَقِ بِزَمَانٍ طَوِيلٍ، قَالَ: فَاعْتَقَدْتُ أَنَّ الصَّوْمَ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَ أَنَّ الشَّهْرَ كَانَ عِنْدَنَا بِبَغْدَادَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيَّ: «زَادَكَ اللهُ تَوْفِيقاً فَقَدْ صُمْتَ بِصِيَامِنَا» ، قَالَ : ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ عَمَّا كَتَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ، فَقَالَ لِي: «أَوَ لَمْ أَكْتُبْ إِلَيْكَ أَنَّمَا صُمْتُ الْخَمِيسَ وَ لَا تَصُمْ إِلَّا لِلرُّؤْيَةِ»۔[2]

"امام حسن عسکریؑ نے مجھے خط لکھا اور تاریخ بتلائی کہ منگل کا دن شعبان کے مہینے کی آخری رات ہے؛ اور یہ سنہ ۲۲۳ ہجری کا دن تھا، جب بدھ کا دن (ماہ شعبان کے آخری یا ماہ رمضان کے پہلے دن کے بارے) شک تھا، اور بغداد والوں نے جمعرات کو روزہ رکھا (یعنی بدھ کے دن کو شعبان کا آخری دن قرار دیا)؛ اور انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے جمعرات کو چاند دیکھا جو شفق کے کافی دیر بعد غائب ہوا؛ علی بن راشد کا بیان ہے کہ مجھے یقین ہوا کہ جمعرات کا دن ہی روزہ (یعنی اول رمضان) تھا، اور ہمارے پاس بغداد میں بدھ کے دن ہی چاند دکھائی دیا؛ امام× نے مجھے تحریر کیا: خدا تمہاری توفیقات میں اضافہ فرمائے، تم نے ہمارے روزے کے ساتھ ہی روزہ رکھا ہے؛ علی بن راشد کہتا ہے کہ میں نے کچھ دنوں کے بات امام سے ملاقات کی اور اپنی اُس تحریر کے بارے امامؑ سے سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے نہیں لکھا تھا کہ میں نے بھی جمعرات ہی کو روزہ رکھا تھا؟!، تم ہرگز رؤیت کے بغیر روزہ مت رکھو"۔

---

[1]. چنانچہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: صُومُوا لِرُؤْيَتِه وَ أَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِه فَإنَّ غمَّ عَلَيْكُمْ فعدة ثلاثين؛ "چاند کی رؤیت کی بنیاد پر روزہ رکھو اور چاند کی رؤیت کی بنیاد پر افطار کرو اور جب چاند پوشیدہ ہوجائے تو مہینے کے 30 دن پورے کرلو"۔(جامع ترمذی)؛ نیز صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: صُومُوا لِرُؤْيَتِه وَ أَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِه فَإنَّ غمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ؛ "چاند کی رؤیت کی بنیاد پر روزہ رکھو اور (شوال کے) چاند کی رؤیت کی بنیاد پر فطر کرو اور جب چاند پوشیدہ ہوجائے تو مہینے کی گنتی (۳۰ دن) پوری کرلو"۔

[2]. تہذیب الاحکام (شیخ طوسی): ج ۴ ص ۱۶۷؛ وسائل الشیعہ (حر عاملی): ج ۱۰ ص ۲۸۱۔

واضح ہے کہ اس حدیث میں امام حسن عسکری ؑ نے یوم الشک کے لئے بھی چاند کی رؤیت ہی کے معیار پر تاکید فرمائی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ شیعہ فقہاء یوم الشک میں روزہ رکھنا واجب نہیں سمجھتے اور اگر کوئی شخص اس دن روزہ رکھنا بھی چاہے تو ماہ رمضان کے دن کی نیت سے روزہ رکھنا جائز قرار نہیں دیتے۔[1]

نیز چونکہ اس روایت میں راوی نے بیان کیا ہے کہ جمعرات کے دن کا چاند شفق کے کافی دیر بعد غائب ہوا؛ جس سے واضح ہوتا ہے کہ چاند کا شفق کے کافی دیر بعد تک رہنا اور پھر غائب ہونا اس بات کی ہر گز دلیل نہیں ہے کہ وہ دوسری رات کا چاند ہو۔[2]

مذکورہ احادیث کے مفہوم کا خلاصہ:

آئمہ اہل بیت ؑ کی مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں ماہ رمضان کے مہینے کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور شوّال کا چاند دیکھ کر اختتامِ رمضان کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا یہ احادیث ِ مبارکہ رویتِ ہلال (چاند کو انسانی آنکھ سے دیکھنے) کے بارے میں صریح نص اور ضابطہ کا درجہ رکھتی ہیں کہ قمری مہینے کا آغاز "رویتِ ہلال" پر ہی مبنی ہوگا۔

واضح رہے کہ ان احادیث کے ظاہری الفاظ سے چند اہم نقاط واضح ہوتے ہیں:

اول: قمری مہینے کے ۲۹ویں دن موجودہ مہینے کی تکمیل اور نئے مہینے کی ابتداء کے اثبات کے لئے رؤیت ہلال ایک ضروری امر ہے، لہٰذا چاند کی رؤیت یعنی اسے انسانی آنکھ سے دیکھے بغیر نئے مہینے کی ابتداء کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا (اگرچہ جنہوں نے دیکھا ہے اُن سے شرعی گواہی لینا اور پھر ان شہادتوں کی بنیاد پر رویت یا عدم رویت کا فیصلہ کرنا بھی رؤیتِ ہلال ہی کے زمرے میں شامل ہے)۔

دوم: اگر قمری مہینے کے ۲۹ویں دن چاند دکھائی نہ دے تو اُس مہینے کے تیس دن پورے کئے جائیں تو پھر تیسویں دن رؤیت ہلال ضروری نہیں بلکہ پہلے مہینے کے تیس دن مکمل ہونا ہی سابقہ مہینے کے اتمام اور نئے مہینے کی ابتداء ثابت ہو جاتی ہے۔

رؤیتِ ہلال کے اثبات کے شرعی طریقے:

اسلامی تعلیمات کے مطابق رؤیت ہلال اور قمری مہینوں کی پہلی تاریخ درج ذیل طریقوں سے ثابت ہوتی ہے:

---

1. رجوع کریں: توضیح المسائل مراجع : باب مسائل روزہ۔
2. مستند الشیعہ فی احکام الشریعہ (احمد نراقی): ج ۱۰ ص ۴۱۰۔

پہلا طریقہ:

کوئی شخص خود چاند دیکھے؛ چنانچہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

{فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ}؛

ترجمہ: "تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے (یعنی چاند دیکھ لے) وہ روزہ رکھے"۔ (سورہ بقرہ: ۱۸۵)

نیز مذکورہ بالا احادیث بھی رؤیتِ ہلال کے اس پہلے طریقہ کی مؤید ہیں۔

دوسرا طریقہ:

پہلے مہینے (مثلاً شعبان) کے 30 دن گذر جائیں تو نئے مہینے کی ابتداء خود بخود ثابت ہو جائے گی۔

جیسا کہ سابقہ ذکر کی گئی احادیث میں بھی بیان ہوا ہے۔

تیسرا طریقہ:

عام لوگوں کے درمیان چاند کی رؤیت اس طرح مشہور ہو جائے کہ انسان کو یقین حاصل ہو جائے اور شک باقی نہ رہے۔

آئمہ اہل بیت کا بیان:

۱): حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

«إِذَا اجْتَمَعَ أَهْلُ الْمِصْرِ عَلَى صِيَامِهِ لِلرُّؤْيَةِ فَاقْضِهِ إِذَا كَانَ أَهْلُ الْمِصْرِ خَمْسَمِائَةِ إِنْسَانٍ»؛[1]

"جب علاقہ کے لوگ اُس دن کے روزہ پر اتفاق کر لیں تو تم اُس دن کی قضا کرو، بشرطیکہ اُس علاقہ کے لوگ ۵۰۰ افراد ہوں"۔

۲): عبد الحمید ازدی نے امام جعفر صادقؑ سے یوں روایت نقل کی ہے:

قلت لأبي عبد الله: أكون في الجبل في القرية فيها خمسمائة من الناس. فقال: إذا كان كذلك فصم بصيامهم و أفطر بفطرهم؛[2]

"میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں ایک بستی میں اونچی جگہ پر رہتا ہوں جس میں ۵۰۰ لوگ ہیں؛آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو تم اُس بستی کے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھو اور اُن کے ساتھ افطار (عید فطر) کرو"۔

---

[1] : من لایحضرہ الفقیہ (شیخ صدوق): ج2 ص124، باب الصوم للرؤیہ۔

[2] . الوافی (فیض کاشانی): ج۱۱ ص۱۳۷؛ مستند الشیعہ فی احکام الشریعہ (احمد نراقی): ج۱۰ ص۳۹۴۔

۳) : حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

«صُمۡ حِينَ يَصُومُ النَّاسُ وَ أَفۡطِرۡ حِينَ يُفۡطِرُ النَّاسُ فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَ جَلَّ جَعَلَ الۡأَهِلَّةَ مَوَاقِيتَ »؛[1]

ترجمہ : "جب سب لوگ روزہ رکھیں تو تم بھی روزہ رکھو اور جب سب لوگ افطار کریں (یعنی روزہ نہ رکھیں) تو تم بھی افطار کرو، کیونکہ اللہ تعالی نے چاند دیکھنے کا مخصوص وقت قرار دیا ہے"۔

مذکورہ بالا احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب عام لوگوں کے درمیان چاند کی رؤیت مشہور ہو جائے اور عام لوگوں اس کی بنیاد پر عمل کرنے لگیں تو لوگوں کے درمیان رؤیت کا مشہور ہونا ہی نئے مہینے کے اثبات کے لئے کافی ہے۔

چوتھا طریقہ :

دو عادل مردوں کی گواہی سے بھی چاند کی رؤیت اور مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو گی، اس شرط کے ساتھ کہ ان پر کسی طرح کی تہمت کا شبہ نہ ہو، نیز وہ اپنی گواہی میں چاند کی مختلف صفات و خصوصیات بیان نہ کریں بلکہ دونوں ایک ہی کیفیت سے چاند دیکھنے کے بارے میں گواہی دیں اور ان کی گواہی کے خلاف کوئی اور گواہی بھی نہ ہو۔

آئمہ اہل بیتؑ کا بیان :

۱) : حضرت علیؑ نے فرمایا: «لَا أُجِيزُ فِي رُؤۡيَةِ الۡهِلَالِ إِلَّا شَهَادَةَ رَجُلَيۡنِ عَدۡلَيۡنِ»؛[2]

ترجمہ : "میں چاند کی رؤیت کے سلسلہ میں جائز قرار نہیں دیتا سوائے دو عادل مردوں کی گواہی کے"۔

۲) : فرمانِ امام جعفر صادقؑ:

عَنۡ عَبۡدِ اللهِ بۡنِ سِنَانٍ قَالَ : «سَمِعۡتُ أَبَا عَبۡدِ اللهِ × يَقُولُ : لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي رُؤۡيَةِ الۡهِلَالِ ...»[3]

ترجمہ : "عبداللہ بن سنان نے بیان کیا ہے : میں نے امام جعفر صادق × کو یہ فرماتے ہوئے سنا: چاند دیکھنے میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں ہے..."۔

۳) : حضرت علیؑ نے فرمایا: «لَا تُقۡبَلُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي رُؤۡيَةِ الۡهِلَالِ إِلَّا شَهَادَةُ رَجُلَيۡنِ عَدۡلَيۡنِ»؛[4]

ترجمہ : "رؤیتِ ہلال میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں ہے، سوائے دو عادل مردوں کی گواہی کے"۔

---

1 . تہذیب الاحکام (شیخ طوسی) : ج 4 ص 164، باب علامۃ اول شہر رمضان ؛ وسائل الشیعہ (حر عاملی) : ج ۱۰ ص ۲۹۳۔

2 . من لایحضرہ الفقیہ (شیخ صدوق) : ج 2 ص 124، باب الصوم للرؤیہ و؛ تہذیب الاحکام (شیخ طوسی) : ج 4 ص 180، باب علامۃ اول شہر رمضان۔

3 . من لایحضرہ الفقیہ (شیخ صدوق) : ج 2 ص 124، باب الصوم للرؤیہ و؛ الاستبصار (شیخ طوسی) : ج ۳ ص ۲۳، باب مایجوز من شھادۃ النساء فیہ؛ تہذیب الاحکام (شیخ طوسی) : ج 4 ص 180، باب علاۃ اول شہر رمضان۔

4 . کافی (کلینی) : ج ۷ ص ۳۹۱، باب مایجوز من شھادۃ النساء و؛ الاستبصار (شیخ طوسی) : ج ۳ ص ۲۳، باب مایجوز من شھادۃ النساء فیہ؛ تہذیب الاحکام (شیخ طوسی) : ج ٦ ص ۲٦۴، باب البینات۔

مخفی نہ رہے کہ اسلامی مہینے کی پہلی تاریخ کے اثبات کے مذکورہ بالا طریقوں کے بارے بھی متعدد احادیث ہیں جو احادیث کی کتب میں نقل ہوئی ہیں، ان احادیث کے مطالعہ اور مزید آشنائی کے لئے حدیث کی مشہور کتاب ''وسائل الشیعہ'' کی دسویں جلد کے باب "أَبْوَابُ أَحْكَامِ شَهْرِ رَمَضَان" کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

رؤیتِ ہلال کی گواہی میں ایک اہم نکتہ :

واضح رہے کہ وطن عزیز پاکستان میں سرکاری اور غیر سرکاری رویتِ ہلال کمیٹیاں لوگوں سے چاند دیکھنے کی شہادتیں طلب کرتی ہیں جنہیں مختلف پہلوؤں سے پرکھنے کے ساتھ قابلِ قبول یا نا قابلِ قبول شہادتوں کا فیصلہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے؛ مثلا رؤیت کی شہادت اور گواہی دینے والے افراد سے یہ سوال کئے جائیں کہ انہوں نے کس وقت چاند دیکھا؟ چاند کی اونچائی کتنی تھی؟ چاند، سورج کے نزدیک تھا یا دور؟ چاند کی ضخامت اور روشنی کتنی تھی؟ چاند سورج کے دائیں جانب تھا یا بائیں جانب؟ نیز چاند کے حالات واوصاف کے بارے میں اسی طرح کے دیگر سوال بھی کئے جائیں۔ اگر ان سوالات کے جواب میں گواہیاں اس طرح یکساں ہوں کہ ان کے پری پلین ہونے کا بھی کوئی احتمال نہ ہو، اور جدید سائنس اور فلکیات کے ماہرین بھی اُن گواہیوں کی تردید نہ کریں تو شرعی نقطہ نظر سے چاند کی رؤیت ثابت ہو جائے گی۔

البتہ اس نکتہ پر بھی تاکید ضروری ہے کہ چاند کی رؤیت کی گواہی کے قبول کرنے میں گواہ کی صرف ظاہری پرہیزگاری اور تقوا کو دلیل قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی رؤیت کی گواہی کا مسترد ہونا گواہ کے تقوا اور پرہیزگاری کو مجروح کرتا ہے کیونکہ ایسی گواہی کا مسترد ہونا صرف چاند دیکھنے میں گواہ کی غلطی تصور کی جائے گی۔

رؤیتِ ہلال کے اثبات کے لئے مذکورہ طریقوں میں مشترک نقطہ :

رؤیتِ ہلال کے اثبات کے طریقوں کے بیان کے بعد اس بات پر تاکید ضروری ہے کہ مذکورہ تمام طریقوں میں مشترک نقطہ یہ ہے کہ قمری مہینے کے آغاز اور رؤیتِ ہلال کے اثبات کی دلیل اور طریقے کا رؤیت (یعنی دیکھے جانے) کے ساتھ استناد ضروری ہے، لہٰذا سائنسی طریقہ سے چاند کی محض پیدائش کے اثبات یا چاند کے دکھائی دینے کے وہم، خیال اور گمان کی بناپر چاند کی رؤیت ہر گز ثابت نہیں ہوتی۔

رؤیتِ بصری یا رؤیت غیر بصری میں اختلاف :

واضح ہے کہ سابقہ روایات میں رؤیت بصری یعنی آنکھ سے بلاواسطہ چاند دیکھنے پر تاکید کی گئی ہے؛ کیونکہ اُس زمانے میں کسی واسطے اور وسیلے کے بغیر آنکھ ہی سے چاند کو دیکھا جاتا تھا۔

لیکن یہاں یہ سوال پیش آتا ہے کہ کیا کسی وسیلے کے بغیر بلاواسطہ چاند کی رؤیت ضروری اور لازمی امر ہے یا جدید آلات کے ذریعہ بھی چاند کو دیکھنا کافی ہو گا؟

اس سلسلہ میں علماء و فقہاء کے درمیان اگرچہ قدرے اختلاف پایا جاتا ہے، مشہور علماء کے مطابق برہنہ آنکھ سے بلاواسطہ چاند دیکھنا ضروری ہے لیکن موجودہ دور کے زیادہ تر شیعہ فقہاء کا موقف ہے کہ رویت کا معنی صرف بلاواسطہ برہنہ آنکھ سے رویت نہیں بلکہ جدید آلات کے ذریعہ بھی چاند نظر آجائے تو کافی ہے، ان علماء کے نزدیک روایات و احادیث میں برہنہ آنکھوں سے دیکھ کر چاند پر اعتماد کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے کہ امتِ مسلمہ ہمیشہ برہنہ آنکھ ہی سے چاند دیکھنے کے ذریعے پر ہی اعتماد کرے اور اگر اس سے بہتر اور باوثوق اور بہتر ذرائع ایجاد ہو جائیں تو انہیں کو نظر انداز کیا جائے۔ (ایسی بات احادیث سے ثابت نہیں ہوتی)

پس رؤیتِ ہلال میں دوسرا نظریہ اپنانے والے فقہاء کے نزدیک چونکہ سابقہ زمانے میں برہنہ آنکھ کے ساتھ بلاواسطہ چاند کی رؤیت کے علاوہ کوئی اور ذریعہ موجود نہ تھا اس لئے روایات میں صرف آنکھ سے چاند دیکھنے کی تاکید کی گئی ہے وگرنہ جدید دور میں رؤیت ہلال کے قابلِ اعتماد ذرائع کے ایجاد ہونے کے بعد فقط آنکھ ہی سے چاند کا دیکھنا ان روایات میں مقصود نہیں ہے، لہٰذا جدید آلات کے ذریعہ رؤیت بھی مذکورہ احادیث کو شامل ہے اور ایسا کرنا احادیث کے مضمون سے انحراف نہ ہو گا۔

شاید یہی وجہ ہے کہ سابقہ ذکر کی گئی احادیث میں صرف آنکھ سے چاند دیکھنے کی قید نہیں ہے بلکہ رؤیت کی قید استعمال ہوئی ہے یعنی احادیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں : "صم للرویة بالعین المجردة" کہ برہنہ آنکھ سے چاند دیکھ کر روزہ رکھو یا صرف برہنہ آنکھوں سے چاند کو دیکھ کر افطار کرو، بلکہ احادیث میں صرف "رؤیت" کی شرط ذکر ہوئی ہے، اور کوئی شک نہیں ہے کہ جدید آلات کے ذریعہ چاند کو دیکھنا بھی "رؤیت" کے معنی میں شامل ہے۔

رؤیتِ ہلال میں جدید سائنس کی حیثیت :

سابقہ بحث میں بیان کیا گیا ہے کہ روایات و احادیث کی بنا پر قمری مہینے کی ابتداء کے اثبات کے لئے چاند کی رؤیت (انسانی آنکھ سے دیکھنا) ضروری ہے، اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص خود چاند نہ دیکھ سکے لیکن دو عادل مرد چاند کی رؤیت کی گواہی دیں تو چاند کی رؤیت اور مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے گی؛ البتہ اس میں ایک اہم شرط یہ ہے کہ جب چاند دیکھے جانے کی گواہی دی جا رہی ہو اُسوقت علمِ افلاک اور جدید سائنس کے مطابق محاق سے چاند کی پیدائش، زاویے، عمر اور افق سے ارتفاع کے حساب سے چاند کی رؤیت ممکن نہ ہو۔ لہٰذا اگر جدید سائنسی معلومات کی بنا پر چاند کی رؤیت ممکن نہ ہو اور ایسی صورت میں کوئی شخص رؤیت کا دعویٰ کرے تو اُس کا دعویٰ قابلِ قبول نہ ہو گا اور نہ ہی اُس کی گواہی معتبر قرار پائے

گی۔ اگرچہ دو عادل ہی کیوں نہ ہوں

دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ شرعی قواعد و ضوابط کے تحت ہر قمری مہینے کا آغاز رؤیتِ ہلال پر ہی مبنی ہونا اور چاند کا انسانی آنکھ سے دیکھا جانا شرط ہے اور اس میں محض جدید سائنس اور ماہرینِ فلکیات کی رائے پر فیصلہ نہیں ہو سکتا، تاہم رؤیت کی گواہی کو قبول کرنے یا مسترد کرنے میں ان کی رائے سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا رؤیتِ ہلال کے مسئلہ میں شرعی لحاظ سے اگرچہ جدید سائنس اور علمِ افلاک سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اسے رؤیت کے متبادل قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ احادیث و روایات میں چاند کی رؤیت کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

آئمہ اہل بیتؑ کا بیان:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو عَمْرٍو؛ أَخْبِرْنِي يَا مَوْلَايَ أَنَّهُ رُبَّمَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا هِلَالُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَا نَرَاهُ وَ نَرَى السَّمَاءَ لَيْسَتْ فِيهَا عِلَّةٌ، فَيُفْطِرُ النَّاسُ وَ نُفْطِرُ مَعَهُمْ، وَ يَقُولُ قَوْمٌ مِنَ الْحُسَّابِ قِبَلَنَا إِنَّهُ يُرَى فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ بِعَيْنِهَا بِمِصْرَ وَ إِفْرِيقِيَةَ وَ الْأَنْدُلُسِ، فَهَلْ يَجُوزُ يَا مَوْلَايَ مَا قَالَ الْحُسَّابُ فِي هَذَا الْبَابِ حَتَّى يَخْتَلِفَ الْفَرْضُ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ فَيَكُونَ صَوْمُهُمْ خِلَافَ صَوْمِنَا وَ فِطْرُهُمْ خِلَافَ فِطْرِنَا؟ فَوَقَّعَ ؑ لَا تَصُومَنَّ الشَّكَّ، أَفْطِرْ لِرُؤْيَتِهِ وَ صُمْ لِرُؤْيَتِهِ؛[1]

"محمد بن عیسی نے بیان کیا ہے کہ ابو عمرو نے امام (علی نقی الھادیؑ) کے نام خط لکھا: اے ہمارے مولا، اس مسئلہ کا حکم بیان فرمائیں کہ کبھی ماہ رمضان کا چاند ہمارے لئے مشکل ہو جاتا ہے، ہم چاند کو نہیں دیکھ پاتے جبکہ آسمان صاف ہوتا ہے اور اُس میں کوئی مانع موجود نہیں ہوتا، لوگ افطار (یعنی عید فطر) کر لیتے ہیں اور ہم بھی دوسروں کے ساتھ افطار کر لیتے ہیں، اور ہمارے پاس کچھ اہل حساب (علم افلاک و نجوم کے ماہر) ہیں جو کہتے ہیں کہ چاند آج کی رات مصر، آفریقہ اور اندلس (ہسپانیہ) میں آنکھوں سے دیکھا جائے گا؛ مولی، اس سلسلہ میں اہل حساب نے جو کہا ہے وہ جائز ہے کہ اس بنیاد پر شہروں کا حکم مختلف ہو جائے اور اُن کا روزہ ہمارے روزے کے خلاف اور اُن کی فطر ہماری فطر کے الٹ ہو؟ امام نے جواب میں لکھا: ہرگز شک کی حالت میں روزہ نہ رکھو، فطر بھی چاند کی رؤیت کے ساتھ کرو اور روزہ بھی چاند کی رؤیت کی بنیاد پر رکھو"۔

آئمہ اہل بیتؑ کے اس بیان سے واضح ہے کہ علم افلاک و نجوم کے ماہرین یا جدید سائنس پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے قول کو شرعی طور پر چاند کی رؤیت کے متبادل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

رؤیتِ ہلال میں سائنسی ماہرین سے استفادہ کے مختلف پہلو:

اگرچہ جدید سائنس اور ماہرین فلکیات کا قول شرعی طور پر رؤیتِ ہلال کے متبادل قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن اس سلسلہ

---

1. تہذیب الاحکام (شیخ طوسی): ج 4 ص 159۔

میں سائنسی ماہرین سے مختلف پہلوؤں سے استفادہ کرنے میں شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے، ذیل میں ماہرین فلکیات کی رائے سے استفادہ کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

1. چاند کی پیدائش یا عدم پیدائش کے سلسلہ میں۔
2. چاند کی پیدائش کے بعد اُس کے دکھائی دینے کے امکان یا عدم امکان کے سلسلہ میں۔
3. جدید آلات کے ساتھ یا ان کے بغیر چاند کے دکھائی دینے کے امکان یا عدم امکان کے بارے میں۔
4. آسمان پر چاند کی موجودگی اور رؤیت کے زاویہ کی تشخیص کے بارے میں۔

اب تک کی بحث کا خلاصہ:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ رؤیتِ ہلال کا مسئلہ اتنا مشکل ہے جس کے لئے ابھی تک کوئی ایک جامع فارمولا پیش نہیں کیا جا سکا، حتی یہ کہ اس سلسلہ میں علم افلاک و نجوم کے ماہرین بھی ابھی تک کوئی ایک جامع فارمولا پیش کرنے سے قاصر ہیں اور دوسری طرف احادیث و روایات میں چاند کی رؤیت اور دیکھنے پر تاکید کی گئی ہے؛ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں یقینی طور پر قدرت کی طرف سے کوئی مصلحت کارفرما ہے اور اُسی مصلحت کی بنا پر شریعت نے کسی تکنیکی فارمولہ کو مدنظر رکھنے کی بجائے چاند کی رؤیت کو معیار قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ و اہل سنت کے تمام فقہاء اس مسئلہ میں چاند کی رؤیت ہی کو معیار سمجھتے ہیں اگرچہ ان کے درمیان رؤیت بصری (یعنی کسی طرح کے آلات کے بغیر صرف آنکھ سے چاند کا مشاہدہ) کے ضروری ہونے یا غیر بصری رؤیت (مختلف آلات کے ذریعہ چاند کو دیکھنا) کے کافی ہونے میں اختلاف رہا ہے لیکن خود رؤیت کے معیار میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ نیز یہ کہ کہ چاند کی رویت (دیکھنے کی شہادت اور گواہی) صرف اُس وقت معتبر اور قابل قبول ہوگی جب چاند کا نظر آنا ممکن ہو گا، لہٰذا اگر چاند کی رویت کی شہادت (گواہی) ایسے وقت میں دی جائے کہ جب یا تو چاند کی پیدائش ہی نہ ہوئی ہو یا پیدائش تو ہو چکی ہو لیکن چاند کی عمر اتنی کم ہو کہ اس کا نظر آنا ممکن ہی نہ ہو تو پھر شہادت معتبر اور قابلِ قبول نہیں ہوگی، اور اس سلسلہ میں جدید سائنس اور فلکیات کے ماہرین سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

۴): افق (مطلع) کی وحدت یا تعدد:

رؤیتِ ہلال کے سلسلہ میں ایک اہم بحث افق (مطلع) کی وحدت یا تعدد ہے؛ مثلاً اگر پاکستان کے ایک علاقہ میں چاند نظر آجائے تو کیا دوسرے علاقوں کے لئے بھی رؤیت ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟ نیز اسی مسئلے کا دائرہ بڑھا کر یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اگر کسی دوسرے ملک میں چاند نظر آجائے تو کیا پاکستان میں رؤیت ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟

یہاں فقہاء کے درمیان وحدتِ افق یا تعددِ افق کا مسئلہ سامنے آتا ہے؛ اگر دو مختلف ملکوں کے درمیان رات کے وقت

میں اشتراک پایا جاتا ہو، یعنی اگرایک ملک میں رات ہو تو دوسرے ملک میں بھی رات ہو تو اسے اتحادِ افق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر دو مختلف ملکوں کے درمیان یہ صورتحال نہ پائی جاتی ہو بلکہ دونوں ملک ایکدوسرے سے اتنے فاصلے پر ہوں کہ ایک میں رات اور دوسرے میں دن کا وقت ہوتا ہو جیسے پاکستان اور جاپان یا آفریقا کے دور دراز ملکوں کے وقت میں اختلاف پایا جاتا ہے؛ تو اسے تعددِ افق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس بناپر شیعہ فقہاء کے مطابق اگرایک ملک میں چاند نظر آجائے تو دوسرے ملک میں چاند کی رؤیت اس شرط کے ساتھ ثابت ہو گی کہ ان دونوں ممالک کے افق میں اتحاد پایا جاتا ہو یا دونوں کے افق ایکدوسرے سے بہت قریب ہوں، یعنی دونوں ممالک میں رات کے وقت میں مکمل یا بہت زیادہ اشتراک پایا جاتا ہو۔

لہٰذا جن ملکوں یا شہروں کے افق میں اختلاف پایا جاتا ہے وہاں اگر کسی ایک جگہ چاند کی رؤیت ثابت ہو جائے تو افق کے اختلاف کی بناپر دوسرے ملک یا شہر میں چاند کی رؤیت ثابت نہیں ہو گی لہٰذاافق کے اختلاف کے ساتھ کسی ملک یا شہر میں اسلامی مہینہ صرف اسی وقت شروع ہو گا جب اس میں چاند دیکھا جاسکے، اور اگراس میں چاند نظر نہیں آتا تو چاہے کسی دوسرے ملک یا شہر میں نظر آبھی جائے یہاں مہینہ نہیں بدلے گا۔

مخفی نہ رہے کہ دنیا میں افق کے مختلف ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے بلکہ سب کو بہر حال یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ دنیا میں افق کا اختلاف پایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف مقامات پر چاند کے طلوع و غروب کے اوقات میں اختلاف پایا جاتا ہے، بلکہ بعض ممالک ایکدوسرے سے اتنے دور ہیں کہ کبھی ایک ملک میں دن ہوتا ہے تو دوسرے ملک میں رات کا وقت ہوتا ہے۔

اس بناپر چاند کی رؤیت کے حوالے سے احادیث میں بھی دنیا کے مختلف خطوں میں افق کے اختلاف کو مدنظر رکھنا ناگزیر ہو گا۔ کیونکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ نمازوں کے اوقات میں تمام لوگ افق کے اختلاف کا لحاظ کرتے ہیں؛مثال کے طورپر اگر ایک جگہ عشاء یا ظہر کا وقت ہوچکا ہو اور دوسری جگہ نہ ہو تو جہاں وقت نہیں ہوا وہاں کے لوگ محض اس بناء پر ظہر و عشاء کی نماز ادا نہیں کرسکتے کہ دوسری جگہ ان نمازوں کا وقت ہوچکا ہے؛ حتی نمازوں کے سلسلہ میں ایک ہی ملک کے مختلف علاقوں کے درمیان بھی افق کے اختلاف کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

(مخفی نہ رہے کہ مذکورہ بالا بیان میں رؤیت ہلال کو سورج کے طلوع و غروب یا نماز کے اوقات کے ساتھ قیاس نہیں کیا گیا بلکہ صرف اس نکتہ پر تاکید کی گئی ہے کہ افق کا اختلاف ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے)۔

واضح رہے کہ عصرِ حاضر میں افق میں اختلاف کا مسئلہ نظری نہیں رہا بلکہ یہ حقیقت تجربہ و مشاہدہ کی بنیاد پر

ثابت ہوچکی ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں افق کا اختلاف پایا جاتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بعض مقامات ایسے ہیں جن کے درمیان بارہ بارہ گھنٹوں کافرق ہے، یعنی عین اس وقت جب کسی خطہ میں دن اپنے شباب پر ہوتا ہے تو دوسرے خطہ میں رات ڈیرے جمائے ہوتی ہے؛ اسی طرح جب ایک جگہ پر ظہر کا وقت ہوتا ہے تو دوسری جگہ مغرب کا وقت ہوچکا ہوتا ہے؛ ظاہر ہے اس صورت حال میں ایسے مختلف مقامات کا افق ایک ہو ہی نہیں سکتا؛اب فرض کیجئے کہ جہاں مغرب کا وقت ہے اگر وہاں چاند نظر آئے تو کیا جہاں ظہر کا وقت ہے وہاں بھی چاند نظر آجائے گا یا اس کو مغرب کا وقت تسلیم کرلیا جائے گا؟! واضح ہے کہ اس کا جواب منفی میں ہوگا، اس لئے یہ بات انتہائی فطری اور منطقی ہے کہ رؤیتِ ہلال کے مسئلہ میں بھی ایسے ممالک کے درمیان افق کے اختلاف کالحاظ رکھا جائے جن کے درمیان باہمی فاصلہ زیادہ ہو۔

رؤیت ہلال کے مسئلہ میں بعض ناقابلِ قبول معیارات :

سابقہ صفحات میں رؤیت ہلال اور قمری مہینے کی پہلی تاریخ کے اثبات کے شرعی طریقوں کو مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے لیکن اس سلسلہ میں بعض ناقابلِ قبول معیارات کی تشخیص ضروری ہے۔

۱) : رؤیتِ ہلال میں وہم وگمان کا ناقابلِ قبول ہونا:

واضح رہے کہ اگرچہ چاند کی رؤیت کے سلسلہ میں دوعادل مردوں کی شرعی گواہی معتبر ہے لیکن اس سلسلہ میں یہ بات نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ اس سلسلہ میں وہم وگمان قابلِ قبول نہیں ہے، چنانچہ اگرایک ہی وقت اور ایک ہی مقام پر چند افراد رؤیتِ ہلال کے لئے جمع ہوں اور اُن میں سے کوئی ایک رؤیت کا دعویٰ کرے جبکہ دوسرے افراد عدمِ رؤیت کا اقرار کریں توایسی صورت میں چاند کی رؤیت ثابت نہیں ہوگی۔

آئمہ اہل بیتؑ کا بیان:

اس سلسلہ میں امام باقرؑ نے فرمایا: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا وَلَيْسَ بِالرَّأْيِ وَلَا بِالتَّظَنِّي۔ وَلَيْسَ الرُّؤْيَةَ أَنْ يَقُومَ عَشَرَةُ نَفَرٍ فَيَقُولَ وَاحِدٌ هُوَ ذَا وَيَنْظُرَ تِسْعَةٌ فَلَا يَرَوْنَهُ، لَكِنْ إِذَا رَآهُ وَاحِدٌ رَآهُ أَلْفٌ؛[1]

"جب تم ہلال دیکھو توروزہ رکھو اور جب تم اُسے دیکھو تو افطار کرلو (یعنی عید فطر کرو)، اور یہ وہم وگمان کی بناپر نہیں ہے (بلکہ رؤیت کی بناپر ہے)، اور رؤیت یہ نہیں ہے کہ دس فرد چاند دیکھنے کے لئے کھڑے ہوں اور ایک شخص کہے کہ وہ چاند ہے (یعنی رؤیت کا دعویٰ کرے)، جبکہ دوسرے نوفرد دیکھیں تو انہیں چاند دکھائی نہ دے؛ بلکہ اگرایک شخص نے چاند

---

1. کافی (کلینی) : ج ۴ ص ۷۷؛ من لایحضرہ الفقیہ (شیخ صدوق) : ج ۲ ص ۱۲۳۔

دیکھا ہو تو ہزار لوگ بھی چاند دیکھیں"۔

آئمہ اہل بیتؑ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ اگر چند افراد چاند کی رؤیت کے لئے اکٹھے ہوں اور ان میں سے کوئی ایک رؤیت کا دعویٰ کرے جبکہ باقی لوگ رؤیت کی کوشش کے باوجود چاند نہ دیکھ پائیں تو اُس ایک شخص کے دعویٰ کو اُس کا ذاتی وہم و گمان سمجھ کر رد کر دیا جائے گا۔

۲): چاند کی رؤیت کی بجائے صرف سائنسی علوم پر اکتفاء کرنا:

سابقہ صفحات میں قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ رؤیتِ ہلال کے مسئلہ میں شرعی لحاظ سے اگرچہ جدید سائنس اور علمِ افلاک کے ماہرین سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن آئمہ اہل بیتؑ کے فرامین کے مطابق سائنس یا علم افلاک و نجوم کے ماہرین کے قول اور حسابات کو چاند کی رؤیت کے متبادل قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ احادیث و روایات میں چاند کی رؤیت کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

مختلف ملکوں میں رؤیت ہلال کے طریقے:

رؤیت ہلال اور مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کے حوالے سے مختلف ممالک میں مختلف طریقے اور معیار رائج ہیں:

ا): رؤیت ہلال کمیٹی:

اکثر اسلامی ممالک میں رؤیت ہلال کو منظّم طریقے سے انجام پانے کی غرض سے مخصوص کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جن کی تاسیس کا بنیادی مقصد ہر مہینے چاند کی رؤیت یا عدم رؤیت کا اعلان کرنا ہے۔

ایران میں قائم اس کمیٹی کو ستاد استہلال (ہلال کمیٹی) کہا جاتا ہے جو ہر مہینے باقاعدہ رؤیت ہلال کی ذمہ داری انجام دیتے ہوئے منظّم طریقے سے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کا اعلان کرتی ہے۔ بعض خاص مواقع جیسے رمضان اور شوال کی پہلی تاریخ کے تعیین کرنے کیلئے متعدد کمیٹیوں کے ذریعہ جدید ترین ٹیکنالوجی کے ہمراہ ملک بھر میں چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

وطن عزیز پاکستان میں حکومتی سطح پر رؤیت ہلال کمیٹی موجود ہے؛ وفاقی حکومت کی قائم کردہ یہ کمیٹی اپنے بنیادی تاسیسی مقصد کے تحت ہر ماہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کا اعلان کرتی ہے۔ حکومتِ پاکستان کی قائم کردہ اس کمیٹی میں ملک کے مختلف مکاتبِ فکر کے سر کردہ اور جید علمائے کرام موجود ہوتے ہیں اور یہ کمیٹی باقاعدہ اجلاس کی صورت میں علماء کی رائے اور دیگر اداروں (مثلاً محکمہ موسمیات، پاکستان نیوی، سپارکو) کے نمائندوں سے فنی معاونت کے

بعد متفقہ رائے کی روشنی میں چاند کی رؤیت یا عدم رؤیت کا اعلان کرتی ہے۔

۲): دیگر ممالک کی پیروی:

بعض ممالک میں رؤیت ہلال اور مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا کوئی خاص معیار نہیں بلکہ دوسرے ملکوں کے تابع ہیں؛ البتہ اس متابعت کے لئے متعدد معیارات پائے جاتے ہیں جن میں سے کسی بھی معیار کو اسلامی و شرعی معیار قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی ان میں سے کسی معیار کی احادیث و روایات سے تائید ملتی ہے، ذیل میں ایسے چند معیارات کی طرف بطور مختصر اشارہ کیا جاتا ہے:

ا): سیاسی توافق اور معاہدہ:

رؤیتِ ہلال کے مسئلہ میں بعض ممالک کا دوسرے بعض ممالک کی پیروی کا ایک معیار سیاسی توافق اور باہمی معاہدہ ہے؛ جیسے قطر، کویت، امارات، عمان، یمن، بحرین، شام، لبنان، ترکی، افغانستان وغیرہ رؤیتِ ہلال کے مسئلہ میں سعودی عرب کی متابعت اور پیروی کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۸۵ میں سعودی عرب کے حکمرانوں نے "توحید اھلہ" یعنی چاند کی رویت میں وحدت کے عنوان سے ایک کانفرنس بلائی جس میں چودہ ممالک کے غیر علماء نمائندے شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کی صدارت سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن باز نے کی۔اس فیصلے کے مطابق دنیا کے تمام ممالک میں ایک ہی دن عید اور ایک ہی دن ماہ رمضان شروع ہو گا۔

واضح ہے کہ چاند کی رؤیت کی بنا پر اس فیصلے کو عملی کرنا ناممکن تھا، لہٰذا انہوں نے چاند کے وجود کے فارمولے کو معیار بنایا، اس کے لئے ام القریٰ کیلنڈر بنایا گیا جو سنہ ۱۴۵۰ تک کے لئے ہے اور سعودی بادشاہی کلینڈر بھی شمار ہوتا ہے جو ام القریٰ کیلنڈر آف سعودی عریبیہ کے نام سے ملک عبدالعزیز سٹی فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (King Abd-ul-Aziz City for Science & Technology) کی طرف سے ہر سال شائع ہوتا ہے۔ لیکن واضح ہے کہ اس کیلنڈر میں شرعی معیار (یعنی چاند کی رؤیت) کو مد نظر نہیں رکھا گیا۔

۲): چھوٹے ممالک کا بڑے ممالک کی پیروی کرنا:

رؤیتِ ہلال کے مسئلہ میں بعض ممالک کا دوسرے بعض ممالک کی پیروی کا ایک معیار چھوٹا اور بڑا ملک ہونا ہے، لہٰذا اس معیار کا لحاظ کرتے ہوئے بعض چھوٹے ممالک بڑے ممالک کی پیروی کرتے ہیں، جیسے نیوزی لینڈ، آسٹریلیا کی پیروی کرتا ہے۔

۳): غیر اسلامی ممالک کا اسلامی ممالک کی پیروی کرنا:

بعض ممالک کا دوسرے بعض ممالک کی رؤیتِ ہلال کے مسئلہ میں پیروی کا ایک معیار یہ ہے کہ غیر اسلامی ممالک میں رہنا جیسے اکثر یورپین ممالک بعض اسلامی ممالک کی متابعت کرتے ہیں۔

حرفِ آخر:

پاکستان میں اس سال سائنس کے وفاقی وزیر رجناب فؤاد صاحب کے بیانات سے رویت ہلال کے بارے نئی بحث چھڑ گئی وگرنہ ہمیشہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے تحت ہی پورے ملک میں ماہ رمضان کی پہلی تاریخ اور عید الفطر کا فیصلہ ہوتا ہے۔ فقط دنیا کے ایک عالم جناب پولزائی ہمیشہ اس فیصلے سے اختلاف کرتے ہیں۔

اس سال بھی ایسا ہی ہوا اور اٹھائیسویں روزے کو رویت کا دعوی کر کے سب کو حیرت زدہ کردیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس سال خود سعودی عرب کے کلینڈر میں غلطی واضح ہوگئی اور پھر ایک روز کا کفارہ تک دینے کا اعلان کیا۔افسوس ناک صورتحال اس وقت پیدا ہوئی کہ صوبائی حکومت نے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کی بجائے جناب پولزائی کے فیصلہ کی تائید کرڈالی۔

ہماری نظر ثانی میں پاکستان میں رویت ہلال کمیٹی ایک معتبر ادارہ ہے جس میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء موجود ہیں اور رؤیت ہلال کے لیے جدید سائنسی آلات اور فلکیات کا ماہرین کی رائے سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے اور اس وحدت و یکجہتی کو توڑنا اور جناب پولزائی کے فیصلہ کا بہانہ بنا کر کسی بھی حوالے سے درست نہیں ہے مرکزی رویت ہلال کمیٹی اور اس کی معاونت کے لئے مہربانی اور رویت ہلال کمیٹیوں کو توڑا گیا تو اس کے نتیجے میں ختم نہ ہونے والا ایک ایسا انتشار کا سلسلہ پیدا ہوگا کہ جس کے نقصانات کا ازالہ ممکن نہ ہوگا۔

منابع:

1) قرآن مجید

2) صحیفہ سجادیہ

3) الاستبصار فیما اختلف من الأخبار (ابو جعفر محمد بن حسن طوسی): طبع اول ۱۳۹۰ھ، تہران، ایران، ناشر دار الکتب الاسلامیہ۔

4) تفصیل وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ (محمد بن حسن بن علی حرّ عاملی) : طبع ۱۴۰۹ھ، قم، ایران، ناشر مؤسسہ آل البیت علیہم السلام۔

5) تہذیب الاحکام (ابوجعفر محمد بن حسن طوسی) : طبع چہارم ۱۴۰۷ھ، تہران ، ایران، ناشر دار الکتب الاسلامیہ۔

6) توضیح المسائل مراجع۔

7) سایٹ گروہ رؤیت ہلال؛ www.helalemah.com

8) سایٹ نجوم؛ www.noojum.com

9) سایٹ ہفت آسمان؛ www.haftaseman.ir

10) سایٹ ویکی شیعہ؛ http://ur.wikishia.net

11) کافی (محمد بن یعقوب کلینی): طبع چہارم، ۱۴۰۷ھ، تہران، ایران، ناشر دار الکتب الاسلامیہ۔

12) مجلّہ رہ توشہ، شمارہ ۱۰۲، شہریور ۱۳۹۰۔

13) مجلّہ فقہ اہل بیت ۱۳۸۴ شمارہ ۴۳ ۔

14) مجلّہ فقہ اہل بیت ۱۳۸۴ شمارہ ۴۳، مشکل رؤیت ہلال، رضا مختاری ۔

15) مجلّہ فقہ، شمارہ ۲، زمستان ۱۳۷۳۔

16) مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل (میرزا حسین نوری) : طبع اول، ۱۴۰۸ ھ، بیروت لبنان، ناشر مؤسسہ آل البیت۔

17) مستند الشیعہ فی احکام الشریعہ (احمد بن محمد مہدی نراقی): طبع اول ۱۴۱۵ھ، ناشر مؤسسہ آل البیت علیہم السلام قم، ایران۔

18) مقالہ استہلال و نظرات فقہی پیرامون آن، مجلّہ رہ توشہ، شمارہ ۱۰۲، شہریور ۱۳۹۰ ۔

19) من لا یحضرہ الفقیہ (محمد بن علی بن بابویہ، معروف بہ شیخ صدوق): طبع دوم، ۱۴۱۳ھ، قم ایران، ناشر دفتر انتشارات اسلامی۔

20) نگرشی بر تقویم قمری و رؤیت ہلال ماہ، تقی عدالتی، مجلّہ فقہ، شمارہ ۲، زمستان ۱۳۷۳۔